ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

# حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کفالتِ عامہ کیلئے کارکردگی : تحقیقی مطالعہ

# The Public Service Legacy of Hazrat Uthman ibn Affan: A Research Perspective

☆محمد اخلاق الخیری

پی ایچ ڈی اسکالر، محی الدین اسلامی یونیورسٹی، نیریاں شریف، آزاد کشمیر۔

☆☆حافظ ابو بکر ادریس

ایم فل اسکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

**Abstract**

The system of Islamic sponsorship epitomizes inclusivity, devoid of any discrimination based on race, caste, or religion. Hazrat Uthman ibn Affan, known for his unwavering commitment to the welfare of the people, left an indelible mark on society. He constructed lodgings and guest houses, ensuring the provision of basic necessities and creating employment opportunities. Furthermore, he bolstered economic institutions and established centers for moral and spiritual enrichment. Hazrat Uthman ibn Affan's implementation of the Islamic sponsorship system exemplifies his dedication to fostering societal well-being and equality. Through his visionary leadership, he not only upheld the principles of Islam but also left a lasting legacy of compassion and service to humanity.

**Key words**: Public, sponsorship, economic development, usman e Ghani, welfare

## تعارف

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے تمام امور میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کی تمام بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کا اہتمام کرتا ہے۔ دین اسلام میں انسان کو ایک خاص اہمیت دی گئی ہے، اسے اللہ تعالیٰ کا نائب اور خلیفہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ انسان کے اسی اعزاز کے پیش نظر، اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے، اس کی مدد و معاونت کرنے، اس کی ضروریات کو پورا کرنے اور مشکلات کو آسان کرنے کے لیے زکوۃ و صدقات، انفاق فی سبیل اللہ اور سخاوت و ایثار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس محبت و ہمدردی اور باہمی تعاون کو کفالتِ عامہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسلام ہر صاحبِ استطاعت فرد، اور اسلامی ریاست کے سربراہ پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ کمزور و غریب افراد کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ زیر نظر مقالہ میں ہم کفالتِ عامہ کے لیے بے مثال کردار ادا کرنے والی عظیم شخصیت خلیفہ سوم امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی خدمات کا تذکرہ کریں گے، اس سے قبل اسلام کے نظام کفالت کے نمایاں خدوخال کا ذکر ضروری ہیں تاکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمات کو اجاگر کیا جاسکے۔

اسلام کا نظام کفالت ایک جامع نظام ہے، جس میں رنگ و نسل، ذات و مذہب کی کوئی تفریق نہیں۔ اسلامی ریاست میں رہنے والے تمام افراد کو بنیادی سہولیات فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اسلام کے نظام کفالت کی ایک خوبی یہ ہے کہ صرف اسلامی ریاست کے سربراہ پر ہی لازم نہیں کہ وہ رعایا کی ضروریات کو پورا کرئے بلکہ ریاست کے مسلم شہریوں کو بھی اس کی ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ انفرادی طور پر بھی دوسرے شہریوں کا خیال رکھیں۔ اسلام ایسے شخص کو صحیح مسلمان ہی نہیں سمجھتا جو مفلس کی حاجت روائی نہ کرے۔ ریاست میں بسنے والے ہر صاحب استطاعت شخص پر یہ بات لازم ہے کہ وہ اپنے دائیں بائیں رہنے والے افراد کا خیال رکھے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

مَنْ وَلَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَاحْتَجَبَ دُونَ حَاجَتِهِمْ، وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ، احْتَجَبَ اللَّهُ عَنْهُ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ، وَفَقْرِهِ»۔[1]

جسے اللہ مسلمانوں کے کاموں میں سے کسی کام کا ذمہ دار بنائے پھر وہ ان کی ضروریات اور ان کی محتاجی و تنگ دستی کے درمیان رکاوٹ بن جائے تو اللہ اس کی ضروریات اور اس کی محتاجی و تنگ دستی کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

ایک اسلامی ریاست کے حکمران کیلئے ضروری ہے کہ وہ یہاں رہنے والے تمام افراد کیلئے ان کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کیلئے اہتمام کرے۔ بنیادی ضروریات سے مراد ان کی خوراک، رہائش، تعلیم کا انتظام کرنا ہے۔ قرآن مجید اور حدیث مصطفیٰ ﷺ میں اس کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، جو رعایا کے بنیادی حقوق کی ذمہ داری نہ نبھائے اور ان کی ضروریات کی طرف توجہ نہ کرے اس کیلئے حدیث مبارکہ میں سخت وعید وارد ہے، رسول کائنات ﷺ نے فرمایا:

" مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللَّهُ رَعِيَّةً، فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ، إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ"۔[2]

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو کسی رعیت کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

## انفرادی سطح پر کفالت

اسلام نے کفالت عامہ کی ذمہ داریاں اسلامی ریاست کے سپرد کی ہیں جس کی یہ ذمہ داری ہے کہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر اس کو نبھائے۔ انفرادی ذمہ داری کو نبھانے کے لیے افراد کی تربیت اور انفاق کی ترغیب دے کر ریاست یہ ذمہ داری ادا کر سکتی ہے۔

مستحق افراد کی انفرادی کفالت کرنے کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يأيها الذين آمنوا أنفقوا من طيبات ما كسبتم ومما أخرجنا لكم من الأرض ولا تيمموا الخبيث منه تنفقون ولستم بأخذيه إلاأن تغمضوا فيه واعلموا أن الله غني حميد۔[3]

"اے لوگوں جو ایمان لائے ہو جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے تمہارے لیے نکالا ہے، اس میں سے بہتر حصہ راہ خدا میں خرچ کرو، اور بری اور ناپاک چیزیں دینے کا قصد نہ کرنا کہ اگر وہ چیزیں تمہیں دی جائیں تو اس کو لیتے وقت تم آنکھیں بند کر لو اور ان کو کبھی نہ لو اور جان لو کہ اللہ بے پرواہ اور قابل ستائش ہے"۔

اسی طرح اس کی وضاحت حدیث پاک میں بھی موجود ہے۔

ليس المؤمن الذي يبيت و جاره إلى جنبه جائع -[4]

"وہ شخص کامل مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر رات بسر کرے مگر اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا رہے"۔

[1] ۔ السجستانی، سلیمان بن اشعث ابی داؤد، السنن، کتاب الخراج والإمارة والفيء، باب فيما يلزم الإمام من أمر الرعية والحجبة عنه، حدیث نمبر 2948.

[2] ۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاحکام، باب من استراعی راعیة فلم ینصح۔ حدیث نمبر 7150۔

[3] ۔ البقرہ 267:2

[4] ۔ الحاکم النیسابوري، محمد بن عبداللہ أبو عبداللہ، المستدرك على الصحیحین، کتاب البر و الصلة، حدیث نمبر: 7307۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

## اجتماعی سطح پر کفالت

اگر ہم مواخات مدینہ کا بنظر عمیق مطالعہ کریں تو یہ اجتماعی کفالت کی ایک مکمل تصویر ہے کہ جب آپ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد سب سے پہلے ریاست میں جو مسئلہ درپیش آیا، وہ مہاجرین کی آبادکاری یعنی رہائش، خوراک، علاج کا تھا کیونکہ مہاجرین اپنی تمام تر جائیداد مکہ میں ہی چھوڑ آئے تھے۔ چونکہ یہ ریاست نئی تھی کوئی وسائل موجود نہ تھے اس لئے وہاں پہلے سے موجود انصار کو آپ ﷺ نے ترغیب دی جس بنا پر انصار نے مہاجرین کی ضروریات کا بندوبست کیا اور ان کے مسائل کو حل کیا۔

قرآن نے مہاجرین وانصار کے تعلق کو اس طرح بیان کیا ہے:

لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم أن تبروهم وتقسطوا إليهم إن الله يحب المقسطين إنما ينهاكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين وأخرجوكم من دياركم وظاهروا على إخراجكم أن تولوهم ومن يتولهم فأولئك هم الظالمون۔[5]

"جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا خدا تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، خدا انہی لوگوں کیساتھ تم کو دوستی رکھنے سے منع کرتا ہے جنھوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا، اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد کی تو جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے وہی ظالم ہیں"۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں یہ ضابطہ موجود ہے کہ غیر متحارب کافروں کی کفالت کی اجازت ہے جو مستحق ہوں اس سے مراد بنو خزاعہ ہیں انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس بات پر صلح کی تھی کہ وہ آپ سے قتال نہیں کریں گے کہ آپ کے خلاف کسی کی مدد کریں گے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ نیکی کا حکم دیا۔[6]

امام اعظم رحمۃ اللہ اور امام محمد رحمۃ اللہ نے تو اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ زکوۃ عشر کے علاوہ تمام صدقات غیر واجبہ و نافلہ وغیرہ ذمی فقرا کو دیئے جاسکتے ہیں اور حربی مستامن کی مدد بھی صدقات نافلہ سے کی جاسکتی ہے۔[7]

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا گزر ایک جگہ سے ہوا آپ نے دیکھا کہ ایک ضعیف شخص بھیک مانگ رہا ہے جو کہ یہودی تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تجھے کس چیز نے بھیک مانگنے پر مجبور کیا تو اس نے جواب دیا جزیہ کی ادائیگی اور معاشی ضروریات نے، یہ سن کر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے مکان پر لے گئے جو موجود تھا وہ دیا اور پھر بیت المال کے خزانچی کے پاس فرمان بھیجا۔

انظر هذا وضرباءه ، فوالله ما أنصفناه أن أكلنا شبيبته ثُمَّ نخذله عند الهرم: {إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ[8] والفقراء هم المسلمون، وهذا من المساكين من أهل الكتاب، ووضع عنه الجزية وعن ضربائه۔[9]

---

[5] ۔الممتحنه 9:60

[6] ۔سعیدی، غلام رسول، تفسیر تبیان القران، جلد: 11، ص 848۔

[7] ۔ ابو یوسف، کتاب الخراج، ص126۔

[8] ۔ التوبۃ : 60

[9] ۔ابو یوسف، یعقوب بن ابراهیم ، کتاب الخراج، ص، 132

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

"یہ اور اس قسم کے دوسرے حاجت مندوں کی تفتیش کرو اللہ تعالیٰ کی قسم ہم ہر گز انصاف پسند نہیں ہو سکتے اگر ان (ذمیوں) کی جوانی کی محنت (جزیہ) تو کھائیں اور ان کے بڑھاپے میں انہیں بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دیں۔ قرآن مجید میں ہے اور میرے نزدیک یہاں فقراء سے مراد مسلمان مفلس ہیں اور مساکین سے مراد اہل کتاب کے مساکین و فقراء ہیں"۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کا جزیہ معاف کر دیا اور بیت المال سے ان کا وظیفہ شروع کر دیا۔

وجعلت لهم أيما شيخ ضعف عن العمل أو أصابته آفة من الآفات أو كان غنيا فافتقر وصار أهل دينه يتصدقون عليه طرحت جزيته وعيل من بيت مال المسلمين وعياله ما أقام بدار الهجرة ودار الإسلام۔[10]

"اور میں یہ طے کرتا ہوں کہ اگر ذمیوں میں سے کوئی ضعیفی کی وجہ سے ناکارہ ہو جائے یا آفات سماوی وارضی کی وجہ سے کسی آفت میں مبتلا ہو جائے یا ان میں سے کوئی مالدار محتاج ہو جائے اور اس کے اہل مذہب اس کو خیرات دینے لگیں تو ایسے تمام اشخاص کو جزیہ معاف ہے اور بیت المال ان کی اور ان کے اہل وعیال کی معاشی کفالت کا ذمہ دار ہے جب کہ وہ دار ہجرت اور دار السلام میں مقیم ہو"۔

ان تمام اقوال آئمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام کا نظام کفالت عامہ بلا تمیز مسلم وغیرہ مسلم سب کیلئے ہے۔ ہر مستحق شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

## کفالت عامہ میں ترجیحی ضروریات:

1۔ خوراک 2۔ لباس 3۔ رہائش 4۔ روزگار 5۔ تعلیم 6۔ طبی سہولیات

### خوراک

غذا کے بغیر زندگی کا تصور ممکن نہیں۔ یہ انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے اس لئے قرآن وحدیث میں کسی مستحق کو کھانا مہیا کرنے کی بار بار ترغیب دلائی گئی ہے۔

يوفون بالنذر ويخافون يوما كان شره مستطيرا (7) ويطعمون الطعام على حبه مسكينا ويتيما وأسيرا (8) إنما نطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزاء ولا شكورا (9) إنا نخاف من ربنا يوما عبوسا قمطريرا (10) [11]

"جو پوری کرتے ہیں اپنی منتیں اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر ہر سو پھیلا ہوا ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو اور کہتے ہیں ہم تمہیں کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کیلئے نہ ہم تم سے کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ شکریہ کے ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے اس دن کیلئے جو بڑا ترش اور سخت ہے۔"

خوراک چونکہ بنیادی اور طبعی ضرورتوں میں سے ایک ضرورت ہے جس سے انسان کو کسی صورت میں بھی چھٹکارا نہیں ملتا اس لئے حدیث مبارکہ میں اس حوالے سے مختلف مضامین ملتے ہیں۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

«إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ»۔[12]

[10] ۔ابو یوسف، کتاب الخراج، ص10۔158.

[11] ۔ الدھر: 76: 107

[12] ۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العتق، باب قول النبی ﷺ، حدیث نمبر 2545۔

"بے شک غلام اور باندیاں تمہارے بہن بھائی ہیں اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے سو جس بہن بھائی کو اللہ تعالی نے تمہارے تصرف میں دیا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ جیسا خود کھاتا ہے ویسا ان کو کھلائے اور جیسا خود پہنتا ہے ویسا ہی ان کو پہنائے۔ ان کو ایسے کام پر مجبور نہ کیا جائے جو ان کی طاقت سے بالاتر ہو، اگر کوئی مشکل کام ہو تو اس میں ہاتھ بٹانا چاہئے، چنانچہ ابو ذر جو خود کھاتے اور پہنتے وہی غلام کو کھلاتے اور پہناتے تھے۔"

### لباس

لباس دین و دنیا دونوں اعتبار سے ضروری ہے کہ یہ ستر ڈھانپنے اور گرمی اور سردی سے بچانے کے کام آتا ہے

### رہائش

رہائش اللہ تعالی کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر انسان کا گزارا کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتا۔ اس کا ذکر اللہ تعالی نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے۔

والله جعل لكم من بيوتكم سكنا وجعل لكم من جلود الأنعام بيوتا تستخفونها يوم ظعنكم ويوم إقامتكم ومن أصوافها وأوبارها وأشعارها أثاثا ومتاعا إلى حين۔[13]

"اور خدا نے تمہارے لیے گھروں رہنے کی جگہ بنایا اور اسی نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے ڈیرے بنائے جن کو تم سفر اور مقام کے دن ہلکا پاتے ہو، اور اونوں اور اونٹوں کے بالوں سے گھر کا سامان اور دوسری چیزیں بنائیں جو ایک مدت تک کام دیتی ہیں"۔

### روزگار

اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد اس کی طبعی ضروریات میں کھانے کی خواہش رکھی ہے اور پھر اس کے بعد اس کے رزق کا ذمہ بھی خود ہی اٹھایا ہے۔

مالی کفالت ریاست کی ذمہ داری ہے کیونکہ یہ بنیادی ضروریات میں سب سے اہم پہلو ہے جب تک روزگار کے مواقع نہیں ہوں گے تو معاشرہ میں بے چینی رہے گی اور خوشحالی نام کی چیز قریب بھی نہیں آئے گی۔ حاکم وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ عوام کیلئے ان کی حیثیت کے مطابق مواقع فراہم کرے جس کے ذریعے لوگ اپنی ضروریات کو پورا کر سکیں۔

### تعلیم

خیر اور شر میں پہچان کرنے کیلئے تعلیم ہر انسان کا بنیادی حق ہے اس کا اندازہ ہم قرآن مجید کی پہلی وحی سے لگا سکتے ہیں کہ جس کا آغاز ہی پڑھنے پڑھانے کے حوالے سے ہے غزوہ بدر میں جو کفار قیدی ہوئے ان کی رہائی کیلئے بھی یہی شرط لگائی گئی کہ مسلمانوں کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں ان کو آزاد کر دیا جائے گا۔ تو اس لئے ایک اسلامی ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ہاں رہنے والے تمام افراد کیلئے مناسب تعلیم کا بندوبست کرے۔

[13] ۔النحل 80.16

JAHAN-E-TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

**طبی سہولیات**

انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور اس کام کے لئے جسم کا تندرست اور صحت مند ہونا ضروری ہے اور صحت مند رہنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے علاج کے ذرائع مہیا کئے ہیں۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ رعایا کی صحت کا خیال رکھے اور علاج کی سہولیات فراہم کرے۔

**حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ**

جب بھی سخاوت کا ذکر آتا ہے تو بندہ مومن کی توجہ دامادِ رسول (ﷺ)، سراپا شرم و حیاء سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ آپ کا تعلق خاندان بنو امیہ سے ہے، ابتداء ہی میں آپ مشرف با اسلام ہوئے، آپ نے دو ہجرتیں کیں، پہلی حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ طیبہ کی طرف، آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیوں سے نکاح کیا اور ذوالنورین کا لقب پایا، آپ کو جامع القرآن کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپؓ کو اللہ کریم نے بہت زیادہ دنیاوی مال و زر سے نوازا تھا اور پھر رب کی نوازش یہ تھی کہ اپنا مال رازقِ حقیقی کی بارگاہ میں خرچ کرنے سے کبھی گریز نہ کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپؓ کی کشادہ دلی اپنی مثال آپ ہے۔ جب بھی اسلام یا اہلِ اسلام کو مال کی ضرورت پڑی تو عثمان غنی نے اپنا مال پیش کیا۔ حضرت عثمان غنی نے دور رسالت مآب اور دور صدیقی و فاروقی میں جو خدمات سرانجام دیں انہیں اسلامی ریاست کے ایک شہری کی کفالت عامہ کے لیے خدمات قرار دیا جا سکتا ہے۔

**حضرت عثمان غنی کی بحیثیت شہری کفالت عامہ کے لیے خدمات**

ریاست مدینہ کے شہری کی حیثیت سے آپ نے کفالت عامہ کے بے مثال کارنامے سرانجام دیئے جن میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

**اسلامی ریاست کے باشندوں کے لیے پانی کا انتظام:**

جب فدایانِ اسلام مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو پینے کے میٹھے پانی کا فقدان تھا۔ مدینہ شریف سے چار کلومیٹر کی دوری پر ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا ایک کنواں تھا۔ جسے بئر رومہ کہا جاتا ہے۔ یہ ایک یہودی کی ملکیت تھا، جو پانی بیچا کرتا تھا۔ ایک دن سید دو عالم، ساقیِ کوثر (ﷺ) نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کیلئے بئر رومہ خریدے گا اسے جنت میں اس سے بہتر انعام ملے گا"۔ حضرت عثمان غنیؓ نے بئر رومہ 35 ہزار درہم میں خریدا اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے آکر عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) جس طرح آپ (ﷺ) نے جنت کے چشمے کا وعدہ فرمایا ہے اگر میں وہ کنواں خریدوں تو مجھے بھی جنت میں وہ چشمہ ملے گا۔ حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: "ہاں بالکل ملے گا"۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کی میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا ہے[14]

**اسلامی ریاست کے شہریوں کے تحفظ کے لیے مال کی فراہمی**

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ریاست مدینہ کے تحفظ اور اعلائے کلمہ حق کے لیے ہمیشہ بے مثال کردار ادا کیا، بالخصوص جیش العسرہ کے موقع پر، جیش العسرہ (تنگ دستی میں مبتلا لشکر) سے مراد غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہونے والا لشکر ہے۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جن ایام میں اس لشکر نے پیش قدمی کی وہ مالی لحاظ سے تنگ دستی کے دن تھے۔ کھجوریں پکنے کا موسم تھا لیکن اس سے پہلے ہی لشکر کی روانگی کا حکم مل گیا کیونکہ اہل روم پوری تیاری کے ساتھ ہرقل شاہ روم کی قیادت میں مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) کے جسم کمزور تھے۔ سواریوں اور سامانِ جنگ کی کمی تھی۔ مگر ان کے جذبات دیدنی تھے۔ بقول اقبالؒ:

---

[14] ۔ الطبرانی، سلیمان بن احمد، المنتخب لطبرانی، جلد 5، ص 11

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

حضور نبی کریم(ﷺ) نے جیش العسرہ کی تیاری کے لیے مال پیش کرنے کی ترغیب دی تو حضرت عثمان غنیؓ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے، کجاوے اور پلان سمیت 100 اونٹ اپنے ذمہ لیتا ہوں۔

حضرت عبد الرحمٰن بن خبابؓ فرماتے ہیں:

"حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے دوبارہ ترغیب دی تو حضرت عثمان غنیؓ پھر کھڑے ہوئے اور کہا میں دو سو اونٹ کجاوے اور پلان سمیت اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ سرکار دو عالم (ﷺ) نے تیسری مرتبہ اِنفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی تو آپؓ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا: میں اپنے ذمہ تین سو اونٹ کجاوے اور پلان سمیت لیتا ہوں"۔

راوی کہتے ہیں کہ: حضور علیہ الصلوۃ والسلام منبر سے اتر رہے تھے اور خوشی سے اپنا ہاتھ لہرا کر فرما رہے تھے۔

"اگر عثمان (اتنا خرچ کرنے کے بعد) کوئی بھی (نفل) عمل نہ کرے تو ان کا کوئی نقصان نہ ہو گا۔[15]

سنن ترمذی کی دوسری روایت حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ سے ہے:

"جب جیش العسرہ کی تیاری ہو رہی تھی تو حضرت عثمانؓ حضور نبی کریم (ﷺ) کے پاس ایک ہزار دینار لے کر آئے اور وہ آقا کریم (ﷺ) کی جھولی میں ڈال دی۔ (راوی نے کہا) میں نے دیکھا حضور نبی کریم (ﷺ) ان دیناروں کو اپنے ہاتھوں میں اُلٹ پلٹ کر رہے تھے اور فرما رہے تھے آج کے بعد عثمانؓ کو اس کا کوئی عمل نقصان نہیں دے گا۔ یہ دو مرتبہ فرمایا۔[16]

**رفاہِ عامہ کے اداروں کے قیام میں مالی معاونت**

حضور اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ میں سب سے پہلے ایک مرکز یعنی مسجد نبوی (ﷺ تعمیر کی۔ مسجد نبوی صرف عبادت کے لیے مختص نہیں تھی بلکہ اسلامی حکومت کے تمام امور کی دیکھ بھال اسی مرکز سے کی جاتی تھی، یہیں تعلیم و تعلم کا سلسلہ بھی جاری تھا۔نادار صحابہ کرام کے لیے رہائش اور طعام کا بندوبست بھی تھا، زخمیوں کا علاج اور عدالتی فیصلے بھی اسی مرکز میں ہوتے تھے۔ حضرت سیدنا عثمان بن عفانؓ کو مسجدِ نبوی (ﷺ) سے گہری محبت تھی۔جب بھی اس کی توسیع کا موقع آیا آپؓ نے دل کھول کر مال پیش کیا۔اس کا اظہار آپؓ نے بلوائیوں کے محاصرہ کے دوران صحابہ کرامؓ کو گواہ بناتے ہوئے کیا:

"میں اس شخص سے خدا کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں جس نے رسول اللہ (ﷺ) سے یہ سنا ہو، آپ (ﷺ) فرماتے تھے کون ہے؟ بعوض جنت میں ایک گھر کے، اس مسجد میں کچھ اضافہ کر دے پس میں نے اپنے مال سے زمین خریدی اور (مسجد میں اضافہ کر دیا)، اس پر لوگ تائید میں بول اٹھے۔[17]

---

[15] ۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن، أبواب المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث: 3700

[16] ۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، سنن، أبواب المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث: 3701

[17] ۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، ازالۃ الخفاء عن خلافتہ الخلفاء، ص 250۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

### نادار لوگوں کے ساتھ مالی تعاون

عثمان غنی رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کے لیے ہمیشہ اپنا مال فی سبیل اللہ خرچ کرتے رہئے، مساکین و یتامیٰ اور نادار لوگوں کے ساتھ خصوصی تعاون فرماتے اس دور میں غلام سب سے زیادہ مظلوم تھے لہذا حضرت عثمان غنیؓ اس کا بھی بڑا اہتمام کرتے، ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے تھے-[18] کسی جمعہ میں اگر ایسا نہیں کر سکتے تھے تو اگلے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتے تھے-جب مفسدین نے آپ کے مکان کا گھیراؤ کیا تو آپؓ کے وفادار غلاموں کی ایک جماعت نے بلوائیوں سے جنگ کرنے کی اجازت چاہی۔ آپؓ نے حرمِ نبوی (ﷺ) کا لحاظ رکھتے ہوئے کسی کو اجازت نہ دی۔ بلکہ فرمایا: جو ہتھیار نہیں چلائے گا اسے آزاد کروں گا۔[19]

### مسلمانوں کی تکالیف کو دور کرنے کے لیے مالی تعاون

حضرت عثمانِ غنیؓ نے کئی مرتبہ اپنے مال کو راہِ خدا میں خرچ کر کے جنت حاصل کی۔ آپؓ حصول جنت کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ علامہ اسماعیل حقیؒ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں:

> ”مدینہ منورہ میں ایک منافق رہتا تھا۔ اس کا درخت ایک انصاری پڑوسی کے مکان پر جھکا ہوا تھا۔ جس کا پھل ان کے مکان میں گرتا تھا۔ انصاری نے سرکار اقدس (ﷺ) سے اس کا ذکر کیا۔ اس وقت تک منافق کا نفاق لوگوں پر ظاہر نہیں ہوا تھا۔ حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: کہ تم درخت انصاری کو دے دو۔ اس کے بدلے تمہیں جنت کا درخت ملے گا۔ مگر منافق نے انصاری کو درخت دینے سے انکار کر دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر حضرت عثمانؓ کو ہوئی کہ منافق نے حضور نبی کریم (ﷺ) کے فرمان کو منظور نہیں کیا تو آپؓ نے پورا ایک باغ دے کر اس سے درخت کو خرید لیا اور انصاری کو دے دیا“۔

اس پر حضرت عثمان کی تعریف اور منافق کی برائی میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

> ”جو خوف رکھتا ہے وہ تو نصیحت حاصل کرے گا اور بے خوف بدبخت اس سے کترائے گا۔ جو بڑی تیز آگ میں داخل ہو گا“۔

اس آیت کریمہ میں ''من یخشیٰ'' سے مراد حضرت عثمان غنی اور ''اشقیٰ'' سے مراد حکمِ رسالت (ﷺ) کے باوجود درخت دینے سے انکار کرنے والا منافق ہے۔[20]

### طلحہ بن عبید اللہ کا قرض معاف کرنا

مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ کے ذمہ جو خود جود و سخا کے مالک تھے آپ کے پچاس ہزار تھے۔ ایک دن طلحہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ کا مال حاضر ہے لے لیجیے۔ عثمان نے جواب دیا: وہ تمہاری مروت کی خاطر تمہارے لیے ہے۔[21]

[18] ۔ ابن حجر الهیثمی، الصواعق المحرقه، 327/1۔
[19] ۔ نعیمیؒ ، احمد یار خان ، مراۃ المناجیح، جلد 8، ص 395،
[20] ۔ حقیؒ، علامہ اسماعیل، تفسیر روح البیان، جلد 10، ص 408،
[21] ۔ ابن حجر الهیثمی، الصواعق المحرقة، 327/1۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

### ایام قحط میں معاشی استحکام کے لیے بے مثال کردار

"اطعام الطعام" (لوگوں کو کھانا فراہم کرنا) اسلام میں بہت پسندیدہ عمل ہے، احادیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کی زندگی میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں۔ جب آپؓ نے غربا کی خدمت کو مالی منفعت پر ترجیح دی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں سخت قحط پڑا۔ انہی دنوں اُونٹوں کا قافلہ (جو 40 اُونٹوں پر مشتمل تھا) حضرت عثمان غنیؓ کا غلہ لے کر باہر سے آیا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے معمولی قیمت پر غربا کیلیے خریدنا چاہا لیکن حضرت عثمان غنی نے فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ مدینہ کے تاجروں کے کئی گنا نفع کی پیش کش کی لیکن آپؓ نے وہ بھی ٹھکرادی اور فرمایا: میں کم از کم دس گنا منافع لینا چاہتا ہوں۔ جب قافلہ مدینہ پہنچا تو اعلان فرمایا جس کو غلہ کی ضرورت ہو آکر مفت لے جائے۔ پھر جب حضرت عمر فاروقؓ سے ملے تو کہنے لگے آپؓ اور تاجر مجھے غلے کی بہت تھوڑی قیمت دے رہے تھے مگر میں نے اپنا غلہ خداوند تعالی کی بارگاہ میں بہت زیادہ قیمت پر بیچا ہے۔[22]

### حضرت عثمان غنی کا دورِ خلافت اور کفالت عامہ

حضرت عثمان غنی نے جس طرح بطور شہری کفالتِ عامہ کے لیے خدمات سرانجام دیں، اسی طرح بطور خلیفہ بھی آپ نے بے مثال کردار ادا کیا۔

### کفالت عامہ کے لیے امرائے حکومت کے نام خطوط

تمام والیان وامرائے حکومت کے نام عثمان رضی اللہ کا پہلا خط:

حمد وصلاۃ کے بعد! یقینا اللہ تعالیٰ نے امراء وحکام کو حکم فرمایا ہے کہ وہ راعی (نگہبان) بنیں، ٹیکس وصول کرنے والا نہ بنیں۔ اس امت کے اولین لوگ راعی بنائے گئے تھے، ٹیکس وصول کرنے والے نہیں بنائے گئے تھے۔ قریب ہے کہ تمہارے امراء ٹیکس وصول کرنے والے بن جائیں اور راعی کی پوزیشن نہ سنبھال سکیں، اگر ایسا ہوا تو حیاء امانت اور وفاداری ختم ہو جائے گی۔ خبردار! معتدل اور بہترین سیرت یہ ہے کہ تم مسلمانوں کے مسائل میں غور وفکر کرو، ان کا جو حق ہے اس کو ادا کرو، اور ان پر جو حق ہے ان سے وصول کرو، پھر ذمیوں کے مسائل میں غور کرو، ان کا جو حق ہے اس کو ادا کرو، اور ان پر جو حق ہے ان سے وصول کرو۔ پھر دشمن کے سلسلہ میں غور وفکر کرو جس کے مقابلے میں تم ڈٹے ہو اور وفاداری سے ان پر فتح حاصل کرو۔[23]

### خراج وصول کرنے والوں کے نام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط

حمد وصلوۃ کے بعد! اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا ہے اور حق ہی قبول فرماتا ہے۔ حق لو اور حق ادا کرو، امانت کا خیال رکھو، امانت کا خیال رکھو، اس پر قائم رہو، پہلے امانت ضائع کرنے والے نہ بنو، ایسی صورت میں تم بھی اپنے اس کرتوت کی وجہ سے اپنے بعد کے لوگوں کے شریک کار بنو گے۔ وفاداری کا خیال رکھو، وفاداری کا خیال رکھو، نہ یتیم پر ظلم کرو، اور نہ معاہد پر کیوں کہ جو ان پر ظلم کرے گا اللہ اس کا مد مقابل ہو گا۔[24]

خلیفہ راشد عثمان غنی رضی اللہ نے محصلین خراج سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ امانت کی صفت سے متصف ہوں، اور جو بھی مالی امور سے منسلک ہوں ان سب کے لیے یہ صفت انتہائی لازم ہے، اگر ان کے اندر یہ صفت نہ پائی گئی تو وہ بیت المال کے حقوق پر ظلم ڈھائیں گے اور مال فراہم کرنے والوں

[22] ۔ ملک ، پروفیسر محمد عبد اللہ ،تاریخ اسلام ،ص 358

[23] ۔ محمد امحزون، مواقف الصحابة في الفتنة، 393/1

[24] ۔ طبری، تاریخ الرسل والملوك، 244/5۔

پر ظلم ڈھائیں گے اور مال فراہم کرنے والوں اور بیت المال کے درمیان تعلقات خراب ہوں گے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ امانت کو لازم پکڑنے پر ابھارتے ہیں۔

خلیفہ راشد عثمان غنی نے اسی طرح محصلین خراج سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ وفا کی صفت سے متصف ہوں اور آپ کے خطوط میں مطلق وفا کی تاکید کی گئی، جو بیت المال اور مال فراہم کرنے والے دونوں کے ساتھ وفا کو شامل ہے بایں طور پر کہ بیت المال کا حق رعایا سے پورا پورا وصول کیا جائے اور مال فراہم کرنے والوں پر مطلوبہ مال کی تعیین میں حد سے تجاوز کر کے ان پر ظلم نہ کیا جائے۔ اور اسی طرح اس وفا کا تعلق اہل ذمہ سے بھی ہے کہ ان کے ساتھ نرمی اور حسن معاملہ کیا جائے اور جزیہ وخراج سے متعلق جو صلح کی شرائط طے پائی ہیں بلا کم وکاست نافذ کیا جائے۔

**رفاہی اداروں کی تعمیر کے لیے کردار**

جوں جوں اسلام پھیل رہا تھا اور اہلِ اسلام کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا- حرم کعبہ کی توسیع کرنا ضروری تھا-26ھ میں حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے مال سے مسجد حرام کے قریبی مکانات کو خرید کر مسجد حرام میں شامل کیا-اس طرح مسجد حرام کی توسیع کی-اسی سال عجم کا مشہور قلعہ سابور فتح کیا-[25]علاوہ ازیں 29ھ میں بڑے اہتمام کے ساتھ مسجدِ نبوی (ﷺ) میں توسیع کروائی-عمارت کے لیے چونا اور پتھر بطنِ نخل سے منگوایا- ستونوں کو سیسے سے مضبوط کیا-آپؓ نے سابقہ لمبائی میں 20 گز اور چوڑائی میں 30 گز کا اضافہ کیا-[26]

**بنیادی ضروریات کی فراہمی کا بندوبست**

حضرت عثمان غنی کے دور میں شہریوں کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے خاطر خواہ اقدامات کیے گئے۔

**حاجیوں کے لیے کھانا**

حاجیوں کے لیے کھانے کا انتظام مزدلفہ میں جسے عہد رسالت مآب اور صدیق اکبر و عمر کے دور میں ہوتا تھا اسی طرح عثمان غنی کے دور میں بھی جاری رہا۔[27]

**معتکفین اور زائرین کے لیے کھانا**

رمضان میں اعتکاف، عمرہ کرنے والوں اور مسافروں کے لیے کھانے کا اہتمام کیا جاتا اسلامی ریاست شہریوں کے لیے کھانا تیار کرتی، سعید بن العاص کوفہ میں اور دیگر گورنر بھی کھانا کھلاتے۔[28]

**پانی کا انتظام**

اہل مدینہ کے لیے بئر اریس، مدینہ سے نجد کے راستے میں بئر السائب اور اسی طرح عسفان میں بھی کنویں کھدوائے گے۔[29]

**چراگاہوں کا قیام**

مسلمانوں کی ضرورت کے پیشِ نظر مدینہ کے ایک مقام نقیع کو عوامی چراگاہ قرار دیا۔ اسی طرح دیگر کئی مقامات کو مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے چراگاہیں بنائی۔[30]

---

[25]۔ سیوطی، جلال الدین ,تاریخ الخلفاء,ص 159.

[26]۔ پروفیسر محمد عبداللہ ملک, تاریخ اسلام , ص 318

[27]۔ ابن سعد, الطبقات الکبریٰ,ج 1,ص 72.

[28]۔ المالکی ,ابن ابی بکر , التمھید والبیان فی مقتل الشھید عثمان, ص 45.

[29]۔ السمھودی, الوفاءالوفا,ج 4,ص 1138.

### بازار کی نگرانی

ریاست مدینہ کے شہریوں کو غبن، دھوکہ دہی اور مالی بدعنوانی سے بچانے کے لیے عثمان بن الحارث کو بازار کا نگران مقرر کیا۔

### آبپاشی کے منصوبے

زرعی زمینوں کو سیراب کرنے اور پانی کی قلت کو پورا کرنے کے لیے مختلف منصوبے لگائے گئے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

* بصرہ میں چشمے کھودوانا، خلیج کی کھدائی، اور ڈیم ویل بنانا اور پل وغیرہ
* العرسہ تک ایک خلیج کھودی (خلیج نائلہ کی بیٹیاں
* شہر میں ڈیم بنایا گیا، نالہ شہر کے لیے خطرناک، بند باندھا گیا۔[31]

### مفادعامہ کے لیے زمینیں وقف کرنا

* کاشتکاری کے لیے لوگوں کو جگہ دی۔
* قبرستان کے لیے جگہ خریدی۔
* حش کوکب جگہ خرید کر بقیع کو وسیع کیا۔[32]

### مہمان خانوں کا قیام

حضرت عثمان غنی نے کوفہ میں عقیل بن ابی طالب کے گھر کو خرید کر مہمان خانہ بنادیا، اسی طرح ہذیل میں عبداللہ بن مسعود اور ابن ھبار کو خرید کر مہمان بنایا۔[33] اسی طرح بصرہ میں عبد اللہ بن عامر نے عثمان غنی کے حکم سے مہمان خانہ اور ان کی سواریوں کے لیے جگہ مختص کی۔[34]

### قیمتی حلہ اور ہزار درہم کی سخاوت

ابنِ سعید یربوع مخزومیؓ سے روایت ہے:

"میں مسجد میں گیا ایک شیخ (حضرت عثمانؓ) حسن الوجہ لیٹے ہوئے تھے۔ ان کے سر کے نیچے اینٹ یا اینٹ کا ٹکڑا تھا۔ میں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ ان کی طرف دیکھتا تھا اور ان کے حسن و جمال سے متعجب و حیران ہو تا تھا۔ انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا: اے لڑکے! تم کون ہو؟ میں نے انہیں اپنے متعلق بتایا۔ آپؓ کے قریب ایک لڑکا سو رہا تھا۔ اسے بلایا اور کچھ حکم دیا۔ مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ! وہ لڑکا ایک قیمتی حلہ (جوڑا) اور 1 ہزار درہم لیکر واپس آیا۔ آپؓ نے مجھے وہ حلہ پہنادیا اور ہزار درہم اس جوڑے کی جیب میں ڈال دیا۔ میں اپنے والد کے پاس آیا اور اسے خبر دی انہوں نے پوچھا کہ تیرے ساتھ یہ حسنِ سلوک اور جود و کرم کس نے کیا؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں تو اتنا جانتا ہوں وہ مسجد میں سو رہے تھے اور میں نے ان سے زیادہ صاحبِ حُسن و جمال کبھی نہیں دیکھا۔ میرے والد نے کہا وہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں۔[35]

---

[30] ۔ البلاذری، انساب الاشرف، ج.1،ص.526
[31] ۔ ایضاً، 532
[32] ۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج.2،ص.302
[33] ۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق۔ 40/4
[34] ۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج.4، ص۔ 403
[35] ۔ الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ص.271

**ملازمت کے مواقع**

ریاست کے شہریوں کی معاشی حالت کو بہتر کرنے کے لیے انہیں ملازمتیں دی گئیں، زراعت کے لیے زمینیں دیں، ریاست کے لیے خدمات سر انجام دینے والوں، کمزور اور بزرگوں کے لیے وظائف مقرر کیے گئے، ذیل میں بطور مثال چند وظائف کا ذکر کیا جاتا ہے۔

* بدری صحابہ کو سالانہ پانچ ہزار درہم۔
* بدری مہاجرین وانصار صحابہ کے بیٹوں کے لیے دو ہزار درہم۔[36]
* ازواج رسول کو بارہ ہزار درہم۔[37]
* مہاجرین عورتوں کے لیے ایک ایک ہزار۔
* اسماء بنت عمیس، اسماء بنت ابی بکر، ام عبداللہ بن مسعود۔[38]

**اسلامی ریاست کے تحفظ کا انتظام**

**تعلیم و تعلم**

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تعلیم کو عام کرنے کے لیے باقاعدہ انتظام کیا گیا۔

**قراء کا تقرر**

سلیمان بن ابی حثمہ کو مدینہ میں قرآن کی تعلیم پر مامور کیا اور ان کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا۔[39]

**مؤذنین کا انتخاب**

مؤذنین کے لیے عثمان غنی کے دور میں تنخواہوں کا اہتمام کیا گیا۔[40]

**نتائج بحث**

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسلام کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ حضرت عثمان غنی کا شمار ریاست مدینہ کے مالدار شہریوں میں ہوتا ہے۔ بحیثیتِ شہری آپ نے کفالتِ عامہ کے لیے بے مثال کردار ادا کیا۔ عثمان غنی جب منصب خلافت پر متمکن ہوئے آپ نے شہریوں کو تمام بنیادی سہولیات پہنچانے کے لیے خاطر خواہ اقدامات کیے۔ عثمان غنی نے مسافر اور مہمان خانے تعمیر کروائے، حاجیوں، معتکفین اور مساکین کے لیے کھانے کا بندوبست کیا، پانی کی کمی کو پورا کرنے کے انتظامات کیے۔ لوگوں کو روزگار کے مواقع دیئے، بیت المال کے نظام کو بہتر کیا۔ مسلم ریاست کے معززین اور نادار لوگوں کے لیے وظائف مقرر کیے۔ اسلامی ریاست کے تحفظ، داخلی استحکام اور معاشی ترقی کے لیے اداروں کو مضبوط کیا۔ شہریوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کے لیے مراکز قائم کیے معلمین کا انتظام کیا۔ حضرت عثمان غنی کے دور خلافت کو معاشی استحکام کا دور قرار دیا جاسکتا ہے۔

---

36۔ ابو یوسف، الخراج، ص، 43
37۔ البلاذری، الفتوح، 551/3
38۔ ابو عبید، الاموال، ص، 238
39۔ الماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص، 270
40۔ العسکری، الاوئل، ص، 147